جریر

عہدِ امیہ کی ہجویہ شاعری کا امام

توقیر عالم فلاحی ، ریسرچ اسکالر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

قرآن پاک کا نزول درحقیقت سیاسی، سماجی اور معاشی حالات کی تبدیلی وانقلاب کا عظیم ترین پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اسی کتاب ہدایت کے ذریعہ سوچنے سمجھنے کے انداز بدل گئے۔ فکر ونظر کی کجی ختم ہوگئی۔ احسن وارذل اور افضل واسفل کا معیار بدل گیا اور حق وباطل، جائز وناجائز، خیر وشر اور مستحسن وقبیح کے فرق وامتیازات ذہنوں پر نقش کردیئے گئے۔ اس ہمہ گیر فکری انقلاب کے باعث مختلف شعبہائے زندگی میں عملی انقلاب بھی رونما ہوا۔ شعر وشاعری چونکہ ہر گوشۂ عالم اور ہر شعبۂ زندگی میں عربوں کی زبان تھی اس لئے بالخصوص دورِ جاہلیت کی شاعری اسلام کے فکری انقلاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

خلافت راشدہ میں چونکہ جمع قرآن، تدوین احادیث، استیصال فتنہ وفساد اور تردید بدعات جیسے خاص مباحث ابھر کر سامنے آرہے تھے اس لئے لوگوں اصحاب نبی اور عامۃ المسلمین کی کاوشوں کا محور قرآن وحدیث سے متعلق علوم وفنون تھے۔ ہاں تردید بدعات اور لشکروں کو جنگ پر تحریض وترغیب کے لئے فن خطابت کو بھی توجہات کا ہدف بنایا گیا، جس کی بناء پر شعر وشاعری

کا دائرہ سکڑ کے رہ گیا ہاں فکر وفن کے اعتبار اس بلندی تک پہنچ گئی جس کے گردپا کو بھی جاہلی شاعری پہنچنے سے عاجز رہی۔ ہاں عصبیت کی بنا پر جب قبائل کی تقسیم عمل میں آئی۔ مال و دولت کی فراوانی ہوئی، داد ودہش اور انعام واکرام کا سلسلہ چل پڑا، بنوامیہ شاعری سے ذاتی دلچسپی وانہماک کا مظاہرہ کرنے لگے، نیز بصرہ اور کوفہ کی ادبی سرگرمیاں شباب پر آگئیں تو شعروشاعری کا چمن بھی لالہ زار بن گیا۔ جمیل، کثیر، عمرو بن ربیعہ، فرزدق اخطل اور اترامی وہ درخشندہ ستارے ہیں جو شعروادب کے آسمان پر ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔ عہد امیہ کے شعرا میں اصلاحی مکتبۂ فکر کا نمائندہ شاعر جریر سرخیل نظر آتا ہے جس کے بغیر اس عہد کی ادبی سرگرمیوں کی تاریخ ناقص رہے گی۔

مختصر حالاتِ زندگی

جریر خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ۳۰ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کا تعلق بنو تمیم کی ایک شاخ یربوع کے قبیلۂ کلیب سے تھا۔ اس کی کنیت ابو حزرہ اور ابن الراغہ ہے۔ والد کا نام عطیہ اور دادا کا نام حذیفہ الخطفی تھا۔ قبیلہ بنو کلیب اثر ورسوخ اور دولت وثروت کا مالک نہیں تھا۔ باپ کی بھی قبیلے میں کوئی قابلِ ذکر حیثیت نہیں تھی۔ دادا اگرچہ قدرے خوشحال تھا تاہم جریر کو یہ شکوہ رہا کہ اس کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ روا نہیں رکھا گیا۔ چونکہ جریر کی طبیعت میں بچپن سے ہی خشونت تھی اس لئے گلہ بانی کرنے کو کبھی ذلت وعار سے تعبیر نہیں کیا بلکہ جوانی کے دن بھی اسی شغل میں گذرے۔

جریر شریعت کے احکام وفرامین پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں برتتا ہے

بیتاً بناہ لنا الالہ وما بنی ۔ حکم السماء فانہ لاینقل

بیتاً ذرارۃ محتبٍ بفنائہ ومجاشع وابوالفوارس نہشل

ترجمہ :- یقیناً آسمانوں کو بلند کرنے والی ذات نے ہمارے لئے ایک ایسا گھر بنایا گیا ہے جس کے ستون بہت ہی باوقار اور طویل ہیں۔

وہ ایسا گھر ہے جسے معبود حقیقی نے ہمارے لئے بنایا ہے اور اس قادر مطلق نے جو کچھ بھی بنایا ہے وہ تغیر و تبدل کا شکار نہیں ہوتا۔

وہ ایسا گھر ہے جس کے صحن میں زرارہ بنو مجاشع اور ابو فوارس نہشل کپڑوں سے لپیٹے (شان و شوکت کے ساتھ) بیٹھے رہتے ہیں۔

فرزدق نے مذکورہ بالا اشعار میں اپنی قوت گویائی کے ذریعہ اپنی جاہ و حشمت اور فخر و شرف کو سامعین کے گوش گذار کرنے کی کوشش کی ہے۔

جریر نے فرزدق کے پیش کردہ اشعار پر التفات و توجہ کیا اور اس کی کہی ہوئی باتوں کو بے بنیاد اور باطل قرار دیتے ہوئے اسی بحر اور قافیہ میں اپنے اشعار کہتا ہے۔ جن سے ایک طرف تو فرزدق کا قصر عظمت زمیں بوس ہو جاتا ہے اور دوسری طرف سامعین کے ذہن و دماغ پر جریر کے شاعرانہ جوہر کا سکہ بیٹھ جاتا ہے۔ آیئے اب جریر کے اشعار دیکھتے ہیں۔

اخزی الذی سمک السماء مجاشعاً وبنی بناءک فی الحضیض الاسفل

بیتاً یحمم قینکم بفنائہ ولساً مقاعد کالخبیث المدخل

واھدمت اخس بیت بیتنی منھدمت بیتکم بمثلی یذبل

ترجمہ :- (۱) اس ہستی کبریٰ نے جس نے آسمان کو بلند کیا، بنو مجاشع کو رسوائی و ... سے دوچار کیا اور تمہارے مکان کو پستی و انحطاط میں لا کھڑا کیا۔ وہ ایسا گھر ہے جس کے صحن میں تمہارا کاریگر لوہا گرم کرتا ہے اس گھر بیٹھنے کی

کی جگہیں گندی ہیں اور داخل ہونے کی جگہیں برُی ہیں۔ یقیناً تعمیر شدہ مکانوں میں سب سے گرا ہوا مکان تمہارا ہے جس میں سنے ہذیل پہاڑ جیسے مکانات سے تمہارا گھر منہدم کر دیا۔

اخطل، جریر کا دوسرا مدمقابل ہے جو تاحینِ حیات جریر کے مقابلے میں سرگرم عمل رہا۔ بنو کلیب کی تحقیر و تذلیل کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ازعمت ان بنی کلیب سادۃ ٭ قبحاً لذالک معشراً مذکوراً

ترجمہ :۔ تمہارا خیال ہے کہ بنو کلیب سردار ہیں۔ برا ہو ایسے لوگوں کے لئے (وہ تو بڑے گھٹیا قسم کے لوگ ہیں)

اخطل نے اپنے شعر میں بنو کلیب کو نشانہ بنا کر در اصل جریر کی شخصیت کو پامال کرنا چاہا ہے۔ لیکن جریر نے اس کا دندان شکن جواب دیا۔ جریر نے اخطل کے شعر کا جو جواب دیا ہے اس میں ایک پہلو تو یہ ہے کہ قبیلہ کلیب پر لگایا گیا الزام باطل ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا انتہائی قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ انفضل و عنایات کو قادرِ مطلق ہستی کی طرف منسوب کرکے اخطل کی رسائی کو عاجز و درماندہ قرار دے دیا۔ بایں طور مذہب و عقیدہ کی سطح سے اخطل نفسیاتی طور پر بھی مغلوب ہو جاتا ہے۔ جریر کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ فضّلنا واخزی تغلباً ٭ لن تستطیع لما قضیٰ تغییراً

ترجمہ :۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا ہے اور بنو تغلب کو رسوا سے دوچار کیا ہے۔ تم قضائے الٰہی میں تغیر و تبدل پر ہرگز قادر نہیں ہو۔

بہر حال ہجویہ اشعار کی مناظرانہ جنگ میں جریر فرزدق و اخطل پر بھی اپنی فتح و غلبہ کی کمند میں ڈال دیتا ہے۔ بسا اوقات اپنے آپ کو بنو تمیم میں شمار کرتے ہوئے خلیفہ اور سلطان کے مذہب سے بُعد اختیار کرے

جریر سے اور شراب نوشی کو وطیرۂ زندگی بنانے پر اخطل کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے اور فرزدق کی اخلاقی کمزوریوں کی گرفت کرکے معرکۂ ہجو میں اپنی بالادستی کی سند حاصل کرتا ہے۔ جریر صحیح کو غلط کرنے، باطل کو حق بنانے، اور سچائی کو جھوٹ سے تعبیر کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہجویانہ شاعری کی رزمگاہ میں اپنے حریفوں کو دانتوں چنے چبانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

ہجویہ شاعری میں ـــــ شاعر کی شخصیت

جریر۔ اخطل و فرزدق کے مقابلے میں شاعری کی متعدد اصناف میں طبع آزمائی کرتا ہے اور کم و بیش ہر صنف شاعری میں قابل ذکر مقام رکھتا ہے۔ تمام اصناف شاعری سے قطع نظر ہم یہاں جریر کی ہجویہ شاعری پر چند باتیں سپرد قرطاس کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

جریر کی ہجویہ شاعری کے خم و پیچ اور نشیب و فراز سے واقف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی خشیت الٰہی، وفا شعاری اور دین دارانہ زندگی کی پوری تصویر ذہن و دماغ پر رقصاں ہو۔ اس لئے کہ فن ہجو گوئی میں جن اسباب سے مدد لے کر اپنے حریفوں پر وہ چھا جاتا ہے۔ بادی النظر میں ایک شخص جریر کی خدا پرستانہ زندگی اور اخلاق و کردار کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھے گا۔

وہ پاکیزگی طبع، شستگی اخلاق، فکر مستقیم اور متانت و سنجیدگی کے زیور سے آراستہ تھا۔ چنانچہ جب وہ ہجو گوئی کے ساز گار اور موافق مقام میں اپنے قدم رکھتا ہے تو یہاں بھی وہ عقیدہ و عمل کے حسین جامہ کو زیب تن کرتا ہے۔ احمد حسین زیارت کے بقول جریر کی شاعری میں نہ تو اخطل کی

سی غباثت و سنی تھی، نہ فرزدق کی سی درشتی و بدکاری، وہ پاکیزگی طبع، نزاکت احساس، عفت، صحیح دینداری اور خوش خلقی کی صفات سے مزین و آراستہ تھا جس کا اثر اس کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ (۱۹)

جریر کی شاعری میں جا بجا قرآن وحدیث، دینی عناصر اور مذہبی آراء و افکار کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ نبوت، صلوٰۃ، صوم، کفار، اسلام اور خلافت وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو جریر کی ہجویہ شاعری میں بالخصوص چھائے رہتے ہیں۔ بنو تغلب کو خلافت و نبوت سے محرومی کا طعنہ دیتے ہوئے جریر کہتا ہے۔

انّ الذی حرم المکارم تغلباً　　جعل الخلافۃ والنبوۃ فینا (۲۰)

ترجمہ: یقیناً جس ہستیٔ برتر نے بنو تغلب کو سرفرازیوں اور بلندیوں سے محروم کر دیا۔ اسی نے خلافت و نبوّت کو ہم لوگوں کے اندر محدود کر دیا۔

اس کا یہ شعر تو بعینہٖ قرآنی مفہوم کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔

فلا ھو فی الدنیا مضیع نصیبہ　　ولا عرض الدنیا عن الدین شاغلہ

ترجمہ: بس وہ اس فانی دنیا میں اپنا حصّہ ضائع کرنے والا نہیں ہے اور نہ ہی سامان دنیا دین سے غافل کر کے اپنی طرف کھینچ لینے والا ہے۔

مذکورہ بالا شعر قرآن کریم کے اس فرمان کی تعبیر ہے جو فانی ولافانی دنیا کی نوازشوں کی بازیافت سے متعلق ہے۔ اور وہ فرمان یہ ہے۔

وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا

اس کی ہجویہ شاعری ایک انتہائی اہم پہلو یہ ہے کہ جریر نہ تو جاہ و حشمت والا تھا اور نہ ہی مال و زر والا کہ وہ اپنی خاندانی وجاہت کو شاعری کی جنگ میں وسیلۂ ظفر بناتا۔ بلکہ اس کا باپ تو بخالت میں ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس سے متعلق وہ واقعہ بیان کرنا مناسب حال ہوگا جسے صاحب الاغانی نے جریر

کے بے مثل ہجوگو شاعر ہونے کے بارے میں نقل کیا ہے ۔

ایک شخص نے جریر سے پوچھا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے ؟ جریر نے کہا تم میرے ساتھ چلو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے ۔ جریر نے اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر گیا ۔ اس کا باپ ایک بکری کو باندھ کر اس کے تھن سے دودھ پی رہا تھا ۔ دروازے پر پہنچ کر جب جریر نے آواز دی "ابا جان" باہر آیئے ۔ فوراً ہی قبیح صورت اور بدحال شخص باہر آگیا اس کی داڑھی سے بکری کا دودھ ٹپک رہا تھا ۔ جریر نے اپنے مصاحب سے کہا یہ ہمارے والد ہیں جو بکری کے تھن سے منہ لگا کر دودھ اس لئے پی رہے تھے کہ اگر دوہتے وقت اس کی آواز کوئی سن لے گا تو دودھ کا مطالبہ کر بیٹھے گا ۔ پھر جریر نے کہا کہ سب سے بڑا شاعر وہ ہے جو ایسے باپ کے ہوتے ہوئے بھی اسّی شاعروں کو ہزیمت ولپسپائی سے دوچار کر دے ۔ (۲۲)

اور حقیقت یہ ہے کہ جریر نہ تو عالی نسب تھا کہ وہ فخر میں اپنے نسب سے لڑ بیٹھتا اور نہ ہی طاقت ور برادری والا کہ لوگ اس سے مرعوب ہوتے اور یہی اس کے تفوق کا راز اور اس کی برتری کا سبب ہے ۔ (۲۳)

جریر کی ہجوگوئی کا امتیاز

جریر کی ہجو یہ شاعری سے متعلق ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی شاعری میں گروہی منافرت ، بے جا حمایت اور تعصب وہٹ دھرمی کا خاصا دخل ہے ۔ یہ کہکر دراصل ایک شخص جریر کو جاہلی شعراء کی صف میں لا کھڑا کرنا چاہتا ہے ، جو قوت فصاحت اور زور بیان میں تو بے مثل تھے لیکن چونکہ ان کے سامنے فلسفۂ زندگی واضح نہیں تھا اور وہ وسعت فکر ونظر کی دولت سے

محروم تھے۔ اس لئے ہر جگہ ان کی شاعری میں جاہلی اوصاف سر اٹھاتے نظر آتے ہیں۔ جہاں تک گروہی منافرت اور تعصب پرستی کی بات ہے یہ اس وقت بے وزن ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ جریر کے خاندانی حالات کا نقشہ ذہنوں میں واضح ہو۔ جریر کی شاعری میں گروہی منافرت اور تعصب کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ اسے خاندانی وجاہت، نسلی اعزاز و تکریم ہی کہاں حاصل تھی جس کا کبھی سہارا لے کر وہ دوسرے قبائل کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے قبیلے کو عزت و توقیر کی ثریا تک پہنچا سکتا۔ اور پھر اس حقیقت کو کیونکر نظر انداز کیا جا سکتا ہے کہ جریر بنو کلیب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے فخریہ شاعری پر قادر نہیں تھا اس لیے کہ وہ بدحال، گمنام اور بے یار و مددگار تھا۔ (۲۴)

مزید برآں یہ کہ جریر بسا اوقات دوسرے قبائل کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرکے فریق مخالف کی ہجوگوئی کا جواب دیتا ہے۔ اور جریر کا یہ عمل اس اعتراض کو باطل کر دیتا ہے جو جریر کے تعصب سے متعلق ہے۔

جریر کے اشعار میں جگہ جگہ خلافت و نبوت کے اشارے، خدائی نصرت و تائید کے تذکرے اور خشیت الٰہی کے جلوے اس اعتراض کی بے بضاعتی کو بے نقاب کر دیتے ہیں کہ جریر کی شاعری زمانۂ جاہلیت کی شاعری سے متاثر نظر آتی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اشعار سے اس اعتراض کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

جریر ایک جگہ کہتا ہے۔

اللہ فضّلنا وأخزى تغلبًا ‏ ‏ لن تستطیع لما قضى تغییرًا

ایک موقعہ پر بنو تغلب کو خلافت و نبوت سے محرومی کا طعنہ اس شعر سے دیتا ہے۔

انّ الّذی حرم المکارم تغلبًا ‏ ‏ جعَلَ الخلافۃ والنبوۃ فینا

ایک جگہ قرآنی فرمان کی تعبیر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

فلا هو فی الدنیا مضیع نصیبه ‏ ولا عرض الدنیا عن الدین شاغله

جریر تعصب، ہٹ دھرمی اور بے جا حمایت سے کوسوں دور نظر آتا ہے ہاں ہجو گوئی کے میدان میں سر بکفن ہو کر اترتا ہے کسی لومة لائم کی پرواہ نہیں کرتا اور فریقوں کے تراشیدہ الزامات کو خود انہیں کے سر تھوپ کر انتہائی تیکھے گھونٹ پلاتا ہے۔ اپنے اور اپنے قبیلے سے متعلق الزامات کو رفع کر کے فریق مخالف کی طرف منسوب کرنے میں جریر کو بلاشبہ تقدم کا شرف حاصل ہے۔ اس راہ پر خوار میں غلط کو صحیح بنا دیتا ہے اور صحیح کو غلط اور اس طرح اپنے فریق کو زیر کر کے محض زور بیان اور قوت استدلال کے ذریعہ ذلت و رسوائی کے قعر عمیق میں گرا دیتا ہے۔ ہاں اس مرحلے میں بھی وہ آپے سے باہر نہیں ہے۔ جذبات کی طوفانی لہروں میں نہیں بہتا۔ اس کے قلب و ضمیر میں تعصب کی چنگاریاں نہیں بھڑکتیں اور وہ طوفان بدتمیزی نہیں برپا اس وقت محض اس کا تعلق فریق مخالف شاعر اور اس کے قبیلے سے ہوتا ہے۔ جسے ذلت و انحطاط کا مزہ چکھانے کے لئے سارا زور صرف کر دیتا ہے۔ لیکن دینداری کے حسین جامہ میں ملبوس ہو کر۔

جریر کی ہجو گوئی عام شعراء کی ہجو گوئی کی طرح نہیں ہے۔ یہاں ہجو گوئی دل کے بھڑاس مٹانے، عناد و چپقلش کا توڑ کرنے، اپنے اور اپنے قبیلے سے متعلق الزامات کو رفع کرنے ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ادبی محاربہ ہے یہاں زبان و بیان کی تربیت کا سامان ملتا ہے۔ اور فنی حذق و مہارت کے حصول کے نقوش راہ بھی۔ یہاں ماضی کے واقعات، آباء و اجداد کے احوال، اور قبائلی معلومات بھی فراہم ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ عہد امیہ میں جب نقائض کا فن ہجو گوئی کی ایک معیاری شکل، مخصوص حالات کے پس منظر میں وجود میں آیا تو اس

میں خاندانی سیادت، آباء واجداد کے کارناموں اور ان کی جاہ وحشمت کے تذکرے ناگزیر سمجھے گئے۔ اور یہ چیزیں دوسروں پر برتری قائم کرنے کے لئے اسباب وعوامل کی حیثیت سے اختیار کی گئیں ہیں۔ چونکہ اس میدان میں جریر ہی لوگوں کی توجہات کا مرکز بنا ہوا تھا اس کے سامنے فرزدق اور اخطل کے علاوہ بارہا دیگر شعراء نے توعجز و درماندگی کا عملی ثبوت بھی دے دیا تھا۔ اگرچہ اس خاص صنف ہجوگوئی میں فرزدق، اخطل اور دوسرے شعراء کی طرح جریر عوامل واسباب کے اعتبار سے تہی دست تھا تاہم کبھی اپنے آپ کو دوسرے قبیلے کی طرف منسوب کرکے اور کبھی عائد کردہ الزامات کو فریق مخالف پر مقلوب کر اور اس کے آباء واجداد کے کارناموں کو باعث شرم وعار بتا کر اس صنف میں جودتِ طبع کا عملی مظاہرہ کرتا رہا۔ اسی طرح اس کی ہجویہ شاعری تاریخی اور ادبی ذخیرہ سے مالا مال نظر آتی ہے۔

جریر ــــ علماء اور اُدباء کی نظر میں

عہد امیہ کے شعراء میں جریر کے مخصوص حالاتِ زندگی، شاعرانہ حذق و مہارت، ہجوگوئی کے میدان میں جو طرفہ کشمکش اور اس میں اوّلیت کا مقام اور ہجوگوئی کی ایک اعلیٰ اور معیاری شکل فن نقائض میں جوہر کمال کو مستحضر رکھتے ہوئے جریر کی بااثر اور پروقار شخصیت تشنۂ تعارف نہیں رہ جاتی تاہم علماء ادباء، اور معاصرین کے وہ احساسات قلبی بھی پیش نظر رکھے جائیں جن کی روشنی میں جریر کے شاعرانہ حذق وکمال کے لازوال نقوش صفحۂ دل پر مترتب ہوجاتے ہیں۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ شعروشاعری کی گہرائی وگیرائی میں غوطہ زنی کرنے

دینداری کے معاملے میں جریر خوف الٰہی سے زیادہ متصف نظر آتا ہے۔ (۱) مناسک حج میں جریر و فرزدق کے درمیان جو واقعہ پیش آیا اس پر تمام راویوں کا اتفاق ہے اور یہ واقعہ دراصل جریر کے دیندارانہ شخصیت کے منزہ اور پاک پہلو کی نشاندہی کرتا ہے۔ احرام کی حالت میں فرزدق یہ شعر پڑھا۔ ؎

فانک لاق بالمنازل من منیٰ فخاراً، فخبرنی بمن انت فاخرا

ترجمہ:- منیٰ کے مقامات پر تیرا سابقہ مفاخرت سے پیش آنے والا ہے ذرا بتاؤ تو کہ تم کس پر فخر کروگے۔

یہ شعر جریر کی حمیت کو بھڑکانے کے کافی تھا۔ لیکن جریر نے فرزدق کے اس اشتعال انگیز شعر پر محض یہ کہا۔ "لبیک اللّٰھم لبیک۔ (۲)

جریر دوستوں کا دوست شعار تھا۔ فرزدق جو شاعرانہ محاربے میں جریر کا فریق مخالف تھا بھی۔ اپنا دوست گردانتا تھا۔ معاصرانہ چپقلش و رقابت کا مذموم جذبہ جریر کے دل و دماغ پر مسلط نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے جب الفرزدق عراق کے والی خالد القسری کی قید میں ہوتا ہے تو جریر کی غیرت مہمیز کرتی ہے اور فرزدق کو قید سے رہائی دلانے کے لئے سرگرم عمل ہوجاتا ہے (۳)

فرزدق کی موت کی خبر جب جریر کو ملتی ہے تو وہ آہ و فغاں کئے بغیر نہیں رہتا۔ اور وہ کہتا ہے۔ اما واللّٰہ إنی قلیل البقاء بعدہ ولقد کان نجمنا واحد۔ (۴)

ترجمہ:- بخدا! مجھے معلوم ہے کہ میں اب اس کے بعد تھوڑے دن اور رہوں گا۔ اور وہ ہم دونوں کا ایک ستارہ تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو اگرچہ شعراء کرام کی طرف نوازش و کرم کا ہاتھ نہیں بڑھایا تاہم جریر کی عفت و پاکیزگی کی بناء پر آپ نے فرزدق

پر فضیلت و برتری دی۔ اور یہی وہ پاکیزگیٔ قلب اور عفّت و عصمت ہے جو اُس کے حزنیہ شاعری میں ہر آن جھلکتی ہے۔ (۵)

جریر نرم طبیعت کا مالک تھا۔ اگرچہ وہ سخت ہجو گوئی میں شعراء معاصرین سے سبقت لے جاتا ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ دوسرے تمام شعرائے عرب میں اُسے صنفِ ہجو گوئی میں تقدم کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ رقتِ قلب کے انسانی جوہر سے محروم نہیں رہتا۔ ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ جریر کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ (۶)

ان تمام تر اخلاقی خصوصیات کے باوجود جریر گھریلو زندگی میں دوسروں پر اچھے اثرات نہیں ڈال سکا۔ رواۃ کے بقول تو یہ اپنے باپ کا بھی نافرمان تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے بچے بھی اس کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ بلال نے جو جریر کا لڑکا تھا اپنے باپ سے جھگڑا کر لیا۔ پس بلال نے بڑی بُری گالی دی اس کی ماں چیخ پڑی اور کہا! اے اللہ کے دشمن تم یہ بات اپنے باپ کو کہتے ہو۔ تو پھر جریر نے کہا اپنی روش پر چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب میں اس طرح کی بات اپنے والد سے کر رہا تھا تو وہ اسے سُن رہا تھا۔ (۷)

جریر ـــــ شاعری کی بزم میں

چونکہ جریر غریب گھرانے کا آدمی تھا۔ موروثی جاہ و حشمت اور آبائی سلطنت واقتدار سے محروم تھا۔ غربت وافلاس کے عالم میں فرزدق کے وطن بصرہ جا پہنچا جہاں اپنی شعر گوئی سے اہل جود وسخا کی عنایتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ شعر و شاعری کی برکتوں سے فرزدق کو معاشرے میں جس قدر و منزلت کا مقام ملا اس کی بنا پر جریر کو بڑی حسرت ہوئی اور پھر وہ اس

کے حصول میں کوشاں نظر آنے لگا۔ بہرحال بال بچوں کی روزی وروٹی کا مسئلہ احساس کمتری، شاعری کے طفیل میں فرزدق کا مقام ومرتبہ یہ تمام محرکات تھے جن کی مدد سے جریر نے شعروشاعری کی وسیع ترین جولانگاہ میں قدم رکھا۔

زمانۂ جاہلیت کے امرؤالقیس اور عہد جدید کے یارودی کی طرح جریر بھی اپنے حذق ومہارت پر فاخروناز اں نظر آتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ تمام شعراء میں برتر واعلیٰ ہونے کا دعویدار بھی ہے۔ اس کا یہ شعر شاعرانہ انانیت اور خود ستائی پر شہادت فراہم کرتا ہے۔

ادرکت من کان قبلی ولم ادع   لمن کان بعدی فی القصائد مصنعاً (۸)

ترجمہ:۔ میں نے اپنے پیش روؤں کی مہارت فن کو حاصل کرلیا۔ اور قصائد کے باب میں کوئی ہنر اپنے بعد والوں کے لئے نہیں چھوڑا۔

وہ ادبی کمال ومہارت اور فکری وسعت وگہرائی میں اپنی ہمہ دانی کا قائل ہے بلکہ یہ کہنے سے بھی گریزاں نہیں ہوتا۔

انی لمدینة الشعر التی منها یخرج والیها یعود (۹)

ترجمہ:۔ میں فن شاعری کا شہر ہوں جہاں سے وہ نکلتا ہے اور پھر وہیں جاتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ جب آغاز میں معمولی درجے کے شعراء سے مباحثے کے بعد جریر کو اپنی شاعرانہ صلاحیت کا آغاز ہوگیا۔ تو ماضی کی تمام تلخیوں کا احساس لئے بغیر شاعری کے میدان میں آکھڑا ہوا۔ جہاں تک اس کے ہمہ دانی کے دعوے کا تعلق ہے جریر کے حالات زندگی اور اس کی شاعری کے پس منظر کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ برتری وتفوق کا یہ دعویٰ محض اس کے قبیلے اور خاندان سے متعلق احساس کہتری وکمتری کا ایک ردّ عمل ہے۔

فنِ ہجو گوئی میں جریر کا کمال

جریر عہد اموی کا وہ شاعر ہے جس نے مروجہ اصناف شاعری میں طبع آزمائی کرکے شعراء بنو امیہ میں ایک نمایاں حیثیت حاصل کی ہے۔ فخریہ شاعری ہو یا مرثیہ نگاری اور مدح سرائی ہو یا ہجو گوئی ان تمام اصناف میں جریر شعراء معاصرین کے مدمقابل کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور اپنی شاعرانہ صلاحیت کے وہ جوہر لٹاتا ہے جس سے عہد امیہ کی شاعری کی تاریخ تابناک ہوجاتی ہے اور بعد کی صدیوں میں بھی جریر کی شاعری کو نقوش راہ کی حیثیت مل جاتی ہے۔ ان تمام اصناف شاعری میں ہجو گوئی کا فن وہ صنف ہے جس میں بلامبالغہ جریر کو تمام شعراء میں اولیت و تقدم کا شرف حاصل ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جریر کے کلام کا مطالعہ اور اس کی شاعری کا دوسرے شعراء سے موازنہ اس بات کو واضح کردیتا ہے کہ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا ہجو گو شاعر تھا۔ بلکہ اس حد تک کہا جاسکتا ہے کہ عربی شاعری میں بحیثیت مجموعی اس مقام کا کوئی دوسرا ہجو گو شاعر نظر نہیں آتا۔ (۱۰) اس صنفِ شاعری میں حذق و مہارت کی انتہا یہانتک ہوئی کہ بیک وقت جریر ۴۳ شعراء سے نبرد آزما تھا۔ ایک ایک کرکے جریر نے تمام ہی شعراء کو شکست و ہزیمت سے دوچار کیا۔ ہاں فرزدق اور اخطل ہی وہ دو جیالے شعراء ہیں جو آخر وقت تک جریر کے ساتھ میدان مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ (۱۱)

اخطل کو اپنی زہریلی ہجو گوئی کا نشانہ بناتے ہوئے کہتا ہے۔

الیست قومك بالجزیرة اجدما	کانت عقوبته علیك نکالا
ھلا سألت غثاء دجلة عنکم	والخامعات تجرّ الادھالا
حملت علیك حماة قیس خیلھم	شعثاً عوابس تحمل الابطالا

مازلتُ تحسب کل شیءٍ بعدھا　　خیلاً تشدُ علیکم ورجالا

ترجمہ:- کیا تمہاری قوم تجربے میں نہیں پڑی تھی بعد اس کے کہ اس کی سرزنش باعث لئے باعث عبرت تھی۔ تم اپنے بارے میں دجلہ کے خس و خاشاک سے کیا ہیں پوچھتے، دریں حال کہ بجو اعضاء کے جوڑوں کو بڑی سختی سے کھینچ رہے تھے۔ بنو قیس کا حملہ تمہاری دستہ تم پر چڑھ دوڑا تھا دریں حال کہ ان کے گھوڑے تک آزمائشی سواروں کو لادے ہوئے تھے۔ گھوڑوں کے بال بکھرے ہوئے تھے اور غیظ و غضب سے منہ بسورے ہوئے تھے۔ اس حملے کے بعد ہمیشہ تمہیں ہر چیز گھوڑے اور حملہ آور افراد ہی نظر آتے ہیں۔

معرکۂ ہجو میں فرزدق پر زوردار حملہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لقد ولدت ام الفرزدق فاجراً　　نجاءت بوزواز قصیر القوائم

وما کان جار للفرزدق مسلم　　لیأمن قرداً لیلہ غیر نائم

یوصّل حبلیہ اذا جنّ لیلہ　　لیرقیٰ الی جاراتہ بالسلالیم

ترجمہ:- بلاشبہ فرزدق کی ماں نے ایک فاجر کو جنا ہے وہ ایک ہلکے پھلکے اور چھوٹی ٹانگوں والے کو وجود میں لائی ہے۔ فرزدق کا کوئی مامون و محفوظ پڑوسی نہیں کہ وہ ایک ایسے بندر سے نجات پا جائے جس کی شب بیداری کی حالت میں ہی گذرتی ہے۔ رات کی تاریکی کے چھا جاتے ہی اپنی دونوں رسیوں کو ملاتا ہے تاکہ وہ سیڑھیوں کے ذریعہ اپنی پڑوسن تک جا پہنچے۔

دوسری جگہ فرزدق کی ہجو گوئی یوں کہتا ہے۔

وان عُدّت الایام اخزیت دارما

وتخزیک یا ابن القین أیام دارم

وما زاد فی بعد المدی نقض مرۃ

ولا دق عظمی للفروس العواجم

ترجمہ:۔ جب کارناموں کو شمار کیا جائے گا تو تو دارم کو رسوا کرے گا۔ اور اے لوہار کے بیٹے! (فرزدق) دارم کے کارنامے تمہیں ذلت و رسوائی سے دوچار کریں گے۔ درازیٔ عمر نے میری طاقت میں کوئی کمی نہیں کی، اور نہ ہی سخت دانتوں کے لئے میری ہڈیاں نرم پڑیں۔ یعنی مصائب و مشکلات سے میرے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آتی۔

ہجوگوئی کی ایک مخصوص جہت اور جریر

عہدِ امیہ کے علوم و فنون میں شعر و شاعری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور شاعری کے مختلف اصناف اور شعراء کی سعی و جہد کا جائزہ لیا جائے تو اصنافِ شاعری میں، ہجوگوئی اپنی تمامتر خصوصیات کے ساتھ شباب پر نظر آتی ہے۔ نقائض کا فن بھی اسی دور میں وجود میں آیا جو شعراء اور عوام تمام ہی کے لئے تفریحِ طبع کا سامان اور طمانیتِ قلب کا ذریعہ تھا۔ نقائض دراصل نقیضہ کی جمع بر وزن فعیلہ ہے۔ اس کا مصدر "نقیض" ہے جو ہدم کے معنیٰ میں ہے اگر فعیلہ ہے مفعول کے معنیٰ میں ہے منہدم کے مفہوم میں ہوگا اور اگر فاعل کے طور پر استعمال ہوا ہو تو اس قصیدے یا اشعار کے لئے مستعمل ہوگا جو جواباً شاعر کہے جا رہے ہوں۔ (۱۲)

نقائض دراصل وہ قصیدے ہیں جو شعراء کی زبان سے ادبی محاربہ کی شکل میں سامنے آتے ہیں۔ یہاں ایک شاعر دوسرے شاعر کو اپنے اشعار کے ذریعہ تذلیل و تحقیر کا نشانہ بناتا ہے۔ دوسرا شاعر جو اس محاربہ میں فریقِ ثانی کی حیثیت رکھتا ہے بڑے انہماک کے ساتھ لگائے گئے الزامات کو سنتا ہے اور پھر

ن کا جواب اپنے قصیدے میں اس طرح دیتا ہے کہ فریق مخالف کی زہرافشانی
ہوا ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ اپنی عظمت و برتری کا سکہ سامعین کے دل پر
بٹھا دیتا ہے اور شاعر کے ذہن پر بھی اس کے تفوق و برتری کے نقوش
مرتب ہو جاتے ہیں۔ گولڈ زہیر کے الفاظ ہیں۔ (۱۳)

THEPOEMS ISSUING FROM THIS TRIPLE COMETI TION ARE CALLED AN-NAQAID ANDCANBERE-GARDED AS THE MOST GENUINE EXPRESSION OF THE SPRIT OF THE UMAYYED PERIOD-

ترجمہ :- سہ گانہ مقابلے کی جہت سے آنے والی تمام نظموں کو النقائض کے
سے موسوم کیا جاتا ہے، اور انہیں عہد امیہ کی روح کی بہت ہی زیادہ حقیقت
پسندانہ پیش کش کی حیثیت سے بھی جانا جاتا ہے۔

اس کی اہم خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ دونوں قصائد موضوع اور بحور
وقوافی کے اعتبار سے یکساں ہوتے ہیں۔ اور اس گہری مشابہت میں شعراء
نقائض کا یہ راز مضمر ہے کہ جوابا کہے گئے قصیدے کے ذریعہ پہلے قصیدے کے
مترتب اثرات کا انعدام کر دیئے جائیں اور پھر سامعین کے ذہنوں پر نئے
اثرات چھوڑ دیئے جائیں۔ (۱۴)

اس فن نقائض کے سلسلے میں یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ
عام روایتی ہجوگوئیوں کے مقابلے میں یہ قیمتی تاریخی سرمایہ بھی بن جاتے ہیں
کیونکہ اس فن میں آباؤ اجداد کے مجد و شرف اور ذلت و فخر کے تذکرے
کے بغیر بیش مدتی کا ثبوت نہیں دیا جا سکتا۔ اس طرح یہ فن عصری تقاضوں
کے ساتھ ہی ساتھ ایام عرب اور انساب عرب سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اسلئے

یہ کہا جا سکتا ہے کہ عربی ہجو گوئی کی تاریخ میں نقائض ایک نئے فن کا اضافہ ہے۔ (۱۵)

اس فن میں بھی جریر بڑا ہی حاذق و کامل نظر آتا ہے۔ اگرچہ میدان ہجوگوئی کا شہسوار بننے کے لئے وہ عوامل و اسباب موجود نہیں تھے جن کے ذریعہ جریر کی ہجو گویانہ صلاحیت اپنے حریفوں میں برتری و تفوق کا مقام حاصل کرتی تاہم یہ حقیقت ہے کہ بیک وقت ۴۳ شعراء سے نبرد آزما رہا اور بالآخر فرزدق و اخطل ہی جریر کے بالمقابل میدانِ ہجوگوئی میں ٹک سکے۔ فرزدق اور اس کی قوم کے خلاف دروغ گوئی اور ممکنہ حد تک رسوائیوں کا انتساب کرنا، بدکاریوں کا ذمہ ٹھہرا کر ان کا شائق گردانا، کارناموں کو بگاڑ کر پیش کرنا۔ اور جدِ اعلیٰ یربوع کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا اور ان کے کارناموں پر فخر کرنا یہ تو وہ خود ساختہ عوامل تھے جنہیں جریر نے اپنی ذہانت و فطانت سے استعمال کر کے مخالف فریقوں کو شکست و ہزیمت سے دوچار کیا۔ (۱۶)

اگر جریر کے شاعرانہ وصف و کمال اور میدان مقابلہ میں شعراء معاصرین کے ساتھ بے مثال ادبی محاربہ کو پیش نظر رکھا جائے تو بڑے وثوق و اعتماد کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جریر تمام معاصر شعراء کے علاوہ فرزدق اخطل کے مقابلے میں بھی مردِ میدان نظر آتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ فن نقائض کی امامت و پیشوائی کا علم بھی اسی کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ یہاں چند شعراء معاصرین سے شاعرانہ محاربہ کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو جریر کی ہجو گویانہ صلاحیت پر سند ہیں۔

فرزدق جو جریر کا ہم عصر شاعر ہے، اپنے گھر کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

إنّ الّذی سمك السّماء بنیٰ لنا　　　بیتاً دعائمہ أعزّ وأطول

والوں نے فرزدق و جریر کے مقام کے سلسلے میں اختلاف کیا ہے۔ لیکن ان میں سے بیشتر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جریر بڑا شاعر ہے (۲۵)

ابو عبیدہ کا کہنا ہے کہ لوگ تو فرزدق کو بڑا شاعر گردانتے ہیں لیکن شعراء کی نظر میں جریر ہی افضل ہے۔ اور آپ مزید کہتے ہیں کہ میرے نزدیک بھی جریر ہی کے سر اولیت کا سہرا بندھتا ہے۔ (۲۶)

صاحب "خزانۃ الادب" خطیب بغدادی کے بقول فرزدق فخریہ شاعری میں، اخطل مدح و ہجاء میں اور جریر تمام ہی اصناف شاعری ماہر و مشاق ہے۔ جب ایک مرتبہ اخطل سے دریافت کیا گیا کہ تم میں بڑا شاعر کون ہے، تو اس نے کہا کہ میں تو ملوک کی مدح و ستائش اور وصف شراب میں فرزدق فخریہ شاعری میں اور جریر تو دیگر تمام صنفوں میں بھی ماہر اور لائق ہے۔ (۲۷)

ابن داب اور ابن سلام کہتے ہیں کہ فرزدق عام لوگوں کا شاعر ہے اور جریر خاص لوگوں کا۔ خالد بن کلثوم کہتے ہیں کہ ہم نے جریر و فرزدق سے بڑا شاعر کسی کو نہیں پایا۔ فرزدق ایک شعر کہتا ہے جس میں دو قبیلے کی ہجو کرتا ہے اور دو قبیلے کی مدح۔ اس کے بالمقابل جریر ایک شعر کہتا ہے جس میں چار کی ہجو کرتا ہے (۲۸)

ابو زید القرشی کہتے ہیں کہ جریر اسلامی شاعر ہے اور اسلامی شاعر ہونے کی حیثیت سے اس کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ (۲۹)

صاحب "الاغانی" کہتے ہیں ان بیوت الشعراء اربعۃ: فخر و مدیح وھجاء ونسیب وفی کلھا غلب جریر۔ (۳۰)
شعر کے چار بیوت ہیں فخر، مدح، ہجو اور نسیب ان تمام میں جریر اپنے حریفوں پر غالب آگیا۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ جریر پاکدامن اور عورتوں کی رفاقت سے اجتناب کرنے والا شخص تھا۔ تاہم تشبیہ میں اعلیٰ اور افضل مقام رکھتا تھا۔ (۳۱)

ڈاکٹر جرجی زیدان کہتے ہیں کہ جریر کی شاعری میں فکروخیال کا قیمتی سرمایہ پایا جاتا ہے اسے شعروشاعری کا ملکہ حاصل ہے ہاں اس کی شاعرانہ صلاحیت ہجوگوئی کی طرف زیادہ مائل ہے (۳۲)

جناب پی کے ہٹی اپنی کتاب ہسٹری آف عربس میں لکھتے ہیں۔ جریر وقت کا عظیم ترین ہجوگو شاعر تھا۔ (۳۳)

علماء وادباء کے تاثرات محض جریر کی شاعرانہ عظمت کی مزید تصدیق و توثیق کے لیے پیش کئے گئے ہیں ورنہ یہ حقیقت ہے کہ بالخصوص ہجوگوئی کی صنف میں عروج واقبال کی شاہراہ عام پر کھڑا ہو کر عہد امیہ اور اس کے بعد کے دیگر شعراء ہجو کو دعوتِ مبارزت دے رہا ہوتا ہے۔

بلاشبہ معاشی بدحالی وپریشانی، خاندانی پستی وانحطاط اور اپنے خمول وگمنامی کے باوجود جریر کا معرکۂ ہجو میں صف آرا ہو کر سعی واستقلال کا ثبوت دینا، اور پھر ہر فریق کو اپنی نئی مہارت کا تختۂ مشق بنا کر گمنامی اور فقر وذلت میں لا کھڑا کرنا جریر کے علاوہ کسی اور کے بس کا روگ نہ تھا۔ بلاشبہ وہ مدح گو شاعر کی حیثیت سے بھی عالم عربی میں متعارف ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ، نے شاعری کو تکسب کا ذریعہ بنایا۔ اور اسی کی خاطر حجاج بن یوسف، عبد الملک بن مروان اور ہشام بن عبد الملک جیسی با اقتدار شخصیتوں کی حاشیہ نشینی کبھی گوارہ نہ کی۔ لیکن یہ بڑی قابل ذکر بات ہے کہ اس کی ہجویہ شاعری پر مال وزر کے تکسب کی چھاپ نظر نہیں آتی اور اس طرح جریر ہجوگوئی میں ان فنی خامیوں سے مبرا ہو جاتا ہے جن سے عام شعرائے مداحین کی شخصیت داغدار ہو جاتی ہے۔ ہاں فریق مخالف کی تدابیر پر بغور نوٹس لیتے اسی کے ہتھیار سے اسے کاری ضرب لگاتے اور خاندانی جاہ وحشمت کے قلعہ

کو زمین بوس کر دینے میں شاعر کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ اس طرح وہ ہجوگوئی کی آڑ میں جو طرفہ لڑائی لڑتے ہوئے اپنے مخالفین کو شکست فاش دیتا ہے، اور ہجوگوئی کے فن کو نئی جہتوں سے روشناس کرا کے عربی زبان و ادب پر عظیم احسان کرتا ہے جس کے بار سے عالم عرب کبھی سبکدوش نہ ہو سکے گا۔

مراجع و مصادر

۱۔ الروائع۔ جریر اہاجی و مفاخر ص ۷۹، ۵ الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۵۵ء

۲۔ " " " " "

۳۔ المجمع العلمی العربی۔ خلیل مردم بک ص ۱۹۰ الجزء الاول۔ دمشق ۱۹۵۵ء

۴۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابو بکر بن خلکان ج۱ ص ۲۹۰ - قاہرہ

۵۔

۶۔ کتاب الاغانی۔ ابو الفرج علی اصبہانی ج ۷ ص ۸۰ المجلد السابع القسم الاول بیروت ۱۹۵۵ء

۷۔ جریر، الروائع اہاجی و مفاخر ص ۷۹، ۵ الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۵۵ء

۸۔ جریر۔ ابراہیم جمعہ ص ۳۶ دار المعارف بیروت ۱۹۸۲ء

۹۔ کتاب الاغانی، ابو الفرج علی الاصفہانی ص ۱۱۰ ج ۷ بیروت ۱۹۵۵ء

۱۰۔ جریر۔ شخصیت اور شاعری۔ ڈاکٹر عبد الباری ص ۶۰-۶۹ طبع اول علی گڑھ ۱۹۸۰ء

۱۱۔ جریر۔ محمد ابراہیم جمعہ۔ ص ۴۷ دار المعارف بیروت ۱۹۸۲ء

۱۲۔ جریر و نقائضہ مع شعراء عصرہ، محمد عبد العزیز الکفراوی ص ۲۱ مصر ۱۹۵۰ء

۱۳ A SHORT HISTORY ARABIC LITERATURE P.27 BY GOLDZIHER.

۱۴۔ الشعر والشعراء ۔ ابن قتیبہ ص ۴۳۵ الجزء الاول دار الثقافۃ بیروت سنہ ۱۹۶۴ء

۱۵۔ التطور والتجدید ۔ ڈاکٹر شوقی ضیف ص ۱۳۲ قاہرہ سنہ ۱۹۵۲ء

۱۶۔ جریر ونقائضہ مع شعراء عصرہ عبدالعزیز الکفراوی ص ۳۰۸ مصر سنہ ۱۹۵۰ء

۱۷۔ دیوان فرزدق ۔ الجزء الاول ص ۱۵۵ ۔ بیروت

۱۸۔ دیوان جریر ، محمد اسمٰعیل عبداللہ الصاوی ص ۴۴۴ ج ۱ دار الاندلس بیروت

۱۹۔ تاریخ الادب العربی ۔ احمد حسن الزیات، ص ۱۴۵ الطبعۃ الخامسۃ مصر سنہ ۱۹۳۰ء

۲۰۔ دیوان جریر محمد اسمٰعیل عبداللہ الصاوی الجزء الاول ص ۵۷۸ بیروت

۲۱۔ جریر ۔ محمد ابراہیم جمعہ ص ۶۰ دار المعارف بیروت سنہ ۱۹۸۳ء

۲۲۔ کتاب الاغانی ۔ ابوالفرج علی الاصفہانی ص ۱۰۶، ۱۰۷ المجلد السابع القسم الاول بیروت

۲۳۔ تاریخ الادب العربی ، احمد حسن الزیات ص ۔ الطبعۃ الخامسۃ مصر

۲۴۔ جریر ۔ محمد ابراہیم جمعہ ص ۴۶ دار المعارف بیروت

۲۵۔ وفیات الاعیان ابن خلکان ص ۲۸۶ الجزء الاول ۔ قاہرہ

۲۶۔ دیوان جریر ۔ محمد اسماعیل عبداللہ الصاوی ج ۱ دار الاندلس

۲۷۔ خزانۃ الادب للبغدادی ، بحوالہ شرح دیوان جریر محمد اسمٰعیل عبداللہ الصاوی

۲۸۔ کتاب الاغانی ۔ ابوالفرج علی الاصفہانی ج ۷ ص ۶۹ القسم الاول دار الفکر

۲۹۔ جمہرۃ اشعار العرب ۔ ابوزید القرشی ۔ ص ۳۲۳ ۔ دار صادر بیروت

۳۰۔ کتاب الاغانی ۔ ابوالفرج علی الاصفہانی ج ۷ ص ۔ القسم الاول بیروت

۳۱۔ الشعر والشعراء ۔ ابن قتیبہ ۔ ص ۳۰۸ الجزء الاول ، دار الثقافۃ بیروت

۳۲۔ تاریخ آداب اللغۃ العربیہ ۔ جرجی زیدان ص ۲۵۱ ، الجزء الاول دار الہلال قاہرہ

۳۳۔ HISTORY OF THE ARABS . P.K. HITTI . P. 252
FIFTH EDITION . LONDON . 1951